حضرت مولانا سید عبدالاحد آغا " الدلیلی" کے خدمات وتعلیمات

Services and Teachings of Molana Syed Abdul Ahad Agha [Al-Dalili]

*ڈاکٹر سید باچا آغا

** لیمہ محمود

Abstract

Human service professionals and those who educate them to promote and encourage the unique values and characteristics of human services. In so doing, human service professionals uphold the integrity and ethics of the profession. The fundamental values of the human services profession include respecting the dignity and welfare of all people; promoting self-determination; honoring cultural diversity; advocating for social justice; and acting with integrity, honesty, genuineness and objectivity.

Human service professionals consider these standards in ethical and professional decision making. Ethical-decision making processes should be employed to assure careful choices. The ethical standards are organized in sections around those persons to whom ethical practice should be applied. In this paper will discuss about the Services and Teachings of Molana syed Abdul Ahad Agha.

Keywords: Syed Abdul Ahad Agha, Tasa'wuf (Mysticism), Masoomiyah, Purification.

---

*اسسٹنٹ پروفیسر، گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج، سریاب روڈ، کوئٹہ

**شعبہ اسلامیات، سردار بہادر خان ویمن یونیورسٹی، کوئٹہ

برصغیر پاک وہند کے دوسرے حصوں کی طرح بلوچستان میں بھی اسلامی تعلیمات کی اشاعت، خلق خدا کو تعلیمات نبوی ﷺ سے آراستہ کرنے اوران کی روحانی آبیاری کا سہرا علماء اور صوفیائے کرام کے سر ہے۔اہل بلوچستان نے علماء کرام اور صوفیاء کرام کی تعلیمات سے کماحقہ اکتساب فیض کیا ہے جس کا اندازہ اس سرزمین کے مدارس، علمائے کرام، خانقاہوں اور صوفیائے عظام کے علمی وروحانی اثرات سے بخوبی کیا جاسکتا ہے۔

بلوچستان میں تعلیم و تعلم، علم وعرفان اور شعور وآگاہی کی روشنی بہت دیر سے پہنچی۔اگرچہ اس خطے میں اسلام کی آمد ابتدائی دور میں ہی ہوگئی تھی، لیکن اقدار وروایات قبائلی ضابطوں کے مطابق ہی متعین ہوا کرتی تھی۔ سرزمین بلوچستان پر بین القبائلی جھگڑوں، ضعیف الاعتقادی، بے پناہ توہمات اور دوسری بہت سی رسوم کے ڈیرے لگے ہوئے تھے۔اس صورتحال کو تبدیل کرنے میں یقیناً علماء عظام وصوفیاء کرام کا بے پناہ کردار ہے۔علماء وصوفیاء کے حلقوں میں سے کوئٹہ بلوچستان کے ایک نامور شخصیت حضرت مولانا سید عبدالاحد آغا الدلیلی نقشبندی معصومی مدظلہ العالی ہیں، جن کے خدمات وتعلیمات کا تذکرہ کرنا اس مقالے میں مقصود ہے۔

تعارف:

حضرت مولانا سید عبدالاحد آغا ہیں 1939ء میں ایک علمی گھرانے میں پیدا ہوئے۔آپ سادات سید ھنیؒ ابن سید محمد حمزہ گیسودرازؒ کی اولاد میں سے ہیں۔ حضرت ھنیؒ کی اولاد تو زیادہ تر افغانستان میں آباد ہیں مگر کچھ پاکستان کے طول وعرض میں بھی آباد ہوئے، من جملہ ان میں سے کچھ ہستیاں کوئٹہ اوراس کے تحصل کچلاک میں کافی طویل عرصہ سے رہائش پزیر ہیں [1]۔آپ کے خاندان میں بڑے اہل علم اور اہل اللہ ہستیاں گزری ہیں، جن میں سلسلہ نقشبندیہ کے شیخ المشائخ مفسر قرآن حضرت مولانا محمد یعقوب چرخیؒ، حضرت مولانا سید محمد یار آتش نفسؒ اور مصنف حرز موسوی حضرت مولانا سید محمد موسیٰؒ صاحبزادہ جیسے نامور اہل اللہ شامل ہیں۔

تعلیم وتربیت:

حضرت مولانا سید عبدالاحد آغا نے اہل علم اور اہل اللہ خانوادے میں آنکھ کھولی چنانچہ آپ کی تربیت بھی اسی نہج پر ہوئی۔آپ نے حصول علم کی خاطر پاکستان وافغانستان کے طول وعرض کے اسفار کئے۔آپ کے علمی استعداد کا یہ عالم تھا کہ صرف چند سال میں

تمام بڑے کتب فنون از قبیل صرف، نحو، منطق، فقہ، عقائد، علم کلام، ریاضی، فلکیات وغیرہ از بر کئے۔ علمی مباحث میں دلیل کی بنیاد پر بات کرتے اسی وجہ سے "دلیلی" کے نام سے مشہور ہوئے، اور یہی بعد میں آپ کا تخلص رہا۔ علمی شوق کا یہ عالم تھا کہ بعض کتابیں دو دو، تین تین بار بھی پڑھی ہیں۔ دورہ حدیث سے پہلے آپ نے فنون کے تقریباً تمام کتب کی تدریس بھی کی۔ دورہ حدیث پڑھنے کا جب ارادہ کیا تو ذاتی شوق یہ تھا کہ صوبہ سرحد موجودہ خیبر پختونخوا جا کر دورہ حدیث پڑھ لے کیونکہ اس وقت صوبہ سرحد خصوصاً اکوڑہ خٹک کا ملک بھر میں علمی اعتبار سے اپنا ایک ممتاز مقام تھا چنانچہ آپ نے 1395ھ بمطابق 1974 /1975 میں مناظر اسلام حضرت مولانا حمد اللہ جان سے جامعہ مظہر العلوم ڈاگی ضلع صوابی میں تفسیر قرآن کریم و مناظرہ پڑھا اور 1975ء ہی میں جامعہ اکوڑہ خٹک سے دورہ حدیث مکمل کیا[2]۔

خدمات:

مولانا سید عبدالاحد آغا کا مدرسہ و خانقاہ کوئٹہ شہر سے متصل سپنی روڈ خلجی آباد میں "جامعہ راحت القلوب و خانقاہ یعقوبیہ[3]" سے مشہور و معروف ہے۔ آپ علم ظاہر و باطن کے باکمال شخصیت ہیں اور ہزاروں کے تعداد میں تشنگان علوم ظاہرہ و باطنہ کو سیراب کرتے رہے ہیں۔ مولانا سید عبدالاحد آغا کے دینی خدمات کا سلسلہ زمانہ طالبعلمی سے ہی جاری ہے۔ ہزاروں تشنگان علم کے پیاس بجاتے چلے آرہے ہیں ساتھ ہی سلسلہ طریقت کو جاری رکھتے ہوئے مخلوق خدا کے روحانی تربیت کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہیں۔ 8 ذی الحجہ 1428ھ بمطابق 8 دسمبر 2007ء کو خلجی آباد بروری کوئٹہ میں جامعہ راحت القلوب و خانقاہ یعقوبیہ کی داغ بیل ڈالی جہاں علم ظاہر و باطن، شریعت و طریقت کے تشنگان کے افادے کے لئے موقع و مقام فراہم کیا۔ جامعہ مذکورہ سے سائلان امور شرعیہ کو فقہ حنفی کے روشنی میں فتویٰ بھی جاری کیئے جاتے ہیں اور اب تک متعدد دقیق مسائل کے حل کے لیے متفق علیہ فتویٰ جاری کیئے گئے ہیں جنہیں بعد میں کتابی صورت میں شائع کرنے کا ارادہ ہے۔ خانقاہ مذکورہ میں نہ صرف ذکر و اذکار یا بیعت کا سلسلہ جاری رہتا ہے، بلکہ حضرت شیخ اپنے مریدوں کے اصلاح کے لئے باقاعدہ درس بھی دیتے ہیں تاکہ مرید کا تعلق مع اللہ مضبوط تر ہوں۔ مریدوں کے اصلاح ظاہر و باطن پر خاص توجہ دیتے ہیں۔ مولانا سید عبدالاحد آغا ایک بارعب اور بے باک شخصیت کے مالک ہیں۔ اخلاص، تقویٰ، للّٰہیت اور خدا خوفی کا سچا مظہر ہے۔ عقائد، اخلاق و اعمال میں شرع کا پابند، تارک دنیا، راغب آخرت ہے، ظاہر و باطن طاعات پر مداومت رکھتا ہے۔ تعلیم و تلقین میں اپنے شاگردوں و مریدوں پر شفقت رکھتا ہے۔ جو لوگ اس سے بیعت ہیں ان میں اکثر کی حالت باعتبار اتباع شرع و قلت حرص دنیا کے اچھی ہے۔ عوام و

خواص یعنی فہیم دیندار لوگ اس کی طرف زیادہ مائل ہیں۔ اس کی صحبت میں چند بار بیٹھنے سے دنیا کی محبت میں کمی اور حق تعالی کی محبت میں ترقی محسوس ہوتی ہے۔ خود بھی ذاکر و شاغل ہے کیونکہ بدون عمل یا عزم عمل، تعلیم میں برکت نہیں ہوتی اور اپنے شاگردوں و مریدوں کو بھی عبادات واذکار پر مشغول دیکھنا پسند کرتے ہیں۔ آپ عوام و خواص میں یکساں مقبول ہیں۔ آپ کی نظر خاطر ہمیشہ غرباء ولاچار افراد پر ہی ہوتا ہے۔ آپ اس سلسلے میں کافی شہرت رکھتے ہیں کہ اگر بیک وقت کوئی صاحب حیثیت اور کوئی غریب شخص موجود ہوں تو آپ غریب کو ہی ترجیح دیتے ہیں اور اکثر آپ کے مجلس میں غرباء ہی ہوتے ہیں۔ صاحب ثروت کے مجلسوں سے ہمیشہ اجتناب اور غریب ولاچار کے مجلسوں میں بذات خود شرکت فرماتے ہیں۔ مولانا سید عبدالاحد آغا کا دعوت عام اور بات دوٹوک ہوتی ہے، چاہے کوئی کتنا بڑا شخص ناراض کیوں نہ ہو۔ آپ کی مجلس، دعوت، تقریر، تحریر اور فیصلے صرف اور صرف شریعت محمدی ﷺ اور فقہ حنفیؒ کے مطابق ہوتے ہیں۔ لاخوف علیھم ولاھم یحزنون[4]، کا سچا پیروکار دکھائی دیتا ہے۔ آپ خلاف شریعت امور کو قطعاً برداشت نہیں کرتے اور کھل کر خلاف شریعت امور کا رد اور مخالفت فرماتے ہیں۔ اسی وجہ سے کسی غیر شرعی امر کا مرتکب شخص آپ کا سامنا کرتے ہوئے کتراتا ہے۔

بلوچستان میں اصلاح معاشرہ کے لئے صوفیاء کا بہت بڑا کردار رہا ہے۔ انتقامی بدلوں کے روک تھام، قومی و خاندانی جھگڑوں و خصومتوں کے خاتمے، قتل اور دوسری قومی جھگڑوں میں تصفیے کے لئے بدلے میں عورتوں و بچیوں کی بیاہی اور اس جیسے دیگر غیر شرعی و قبیح رسوات کے خاتمے میں بلوچستان کے معتبر علماء و صوفیاء کا خصوصی کردار رہا ہے۔ چنانچہ حضرت مولانا عبدالاحد آغا بھی انہی قبیح و غیر شرعی رسوم و رواج کے خاتمے، مختلف اقوام و خاندانوں کو جھگڑوں و خصومتوں سے نکال کر باہم شیر و شکر کرنے اور معاشرے میں بھائی چارہ و مثبت اقدار کو فروغ دینے میں ہمیشہ پیش پیش رہے ہیں اور اس سلسلے میں دیگر علماء و صوفیاء کی طرح آپ کی خدمات کا بلوچستان کے مختلف اقوام معترف ہیں۔

تعلیمات:

حضرت مولانا عبدالاحد آغا کی تعلیمات واضح، آسان فہم اور برائے خاص و عام ہوتے ہیں۔ آپ قرآن کریم، احادیث نبوی ﷺ اور اولیاء اللہ رحمہ اللہ کی تعلیمات بطور مثال بیان فرماتے رہتے ہیں۔ چنانچہ معرفت الہی کے متعلق فرماتے ہیں کہ:

"پروردگار عالم انسان ڈیر معزز و مشرف پیدا کڑے دی: وَلَقَد کَرمنا بَنِی آدَمَ[5] او انسان یہ بیاد خپل معرفت دپارہ پیدا کڑے دے: وَمَا خَلَقت الجِن وَالِانسَ اِلالِیَعبدون[6] او حدیث قدسی دے: کنت کنزاً مخفیاً لا عرف فاحببت اَن اعرَفَ فخلقت الخلق فعرفتم بی فعرفونی[7] نو داللہ معرفت پکار دے"۔[8]

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بہت معزز و مشرف پیدا فرمایا ہے: اور ہم نے بنی آدم کو عزت دی۔ اور انسان کو اپنی معرفت کے ترجمہ: لیے پیدا فرمایا ہے۔ ارشاد ربانی ہے کہ: میں نے جنوں اور انسانوں کو محض اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔ اور حدیث قدسی ہے کہ: میں ایک چُھپا ہوا خزانہ تھا میں نے چاہا کہ میری پہچان ہو' پس میں نے اپنی پہچان کے لیے مخلوق کو پیدا کیا۔ لہذا اللہ تعالیٰ کی معرفت لازمی ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے انسان کو فقط اپنی معرفت و وصال کے لیے پیدا فرمایا ہے۔ لہٰذا انسان پر واجب ہے کہ وہ دونوں جہان میں اُس چیز کو طلب کرے جس کے لیے اُسے پیدا کیا گیا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ اس کی عمر لایعنی کاموں (فضول کاموں) میں ضائع ہو جائے اور مرنے کے بعد اسے عمر کے ضائع ہونے کی دائمی ندامت اٹھانی پڑے۔ پس جو شخص اللہ تعالیٰ کو پہچانتا نہیں وہ اس کی عبادت کس طرح کر سکتا ہے؟ اور اللہ تعالیٰ کی معرفت آئینۂ دل کو حجاباتِ نفس کی کدورت سے پاک کر کے اُس کے اندر مقامِ سرّ میں مخفی خزانے کے مشاہدے سے حاصل ہوتی ہے۔ حدیث قدسی سے واضح ہوتا ہے کہ انسان کی تخلیق کا مقصد اللہ تعالیٰ کی معرفت اور پہچان ہے۔ اب انسان کو اللہ تعالیٰ کی پہچان کیسے ہو گی؟ تو اس کے لئے عرفانِ نفس، حقیقتِ انسان اور خود شناسی کی ضرورت ہے چنانچہ آپ حدیث نبوی ﷺ پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

من عرف نفسه فقد عرف ربه۔[9]

ترجمہ: جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا گویا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔

یعنی جس شخص نے اپنے نفس کو پہچان لیا اور اس پر غالب آ گیا تو نفس اس کی سواری بن جاتا ہے اور اس کا بوجھ اُٹھاتا ہے اور اس کا حکم مانتا ہے اور مخالفت نہیں کرتا۔ تیرے اندر کوئی خوبی نہیں یہاں تک کہ تو اپنے نفس سے واقف ہو جائے اور اس کو لذت سے روکے اور اس کا حق ادا کرے ہاں اس وقت تجھے دل سے قرار ملے گا اور دل کو باطن کے ساتھ قرار ملے گا اور باطن کو اللہ تعالیٰ کے

ساتھ قرار ملے گا۔ خواہشات کے ساتھ چلنا کبھی نفس کو سیر نہیں کر سکتا اور نہ منزل تک پہنچا سکتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ خودی کا عرفان، ہنر کے تمام مرحلوں کی انتہاء ہے۔ اسی لئے تو علامہ محمد اقبالؒ فرماتے ہیں کہ:

درمسلمانی حرام است این حجاب اےزخودپوشیده خودرابازیاب

فاش دیدن خویش راشاہنشہی است رمزدین مصطفیٰ دانی که چیست

زندگی مرگ است بے دیدارخویش چیست دین ؟دریافتن اسرار خویش

ازجہانے برگزیند خویش را۔[10] آں مسلمانے که بیند خویش را

اور:

بناخن سینه کاویدن بیاموز بیابرخویش پیچیدن بیاموز

خودی رافاش تر دیدن بیاموز۔[11] اگرخواہی خدارافاش بینی

ترجمہ: یعنی جو لوگ اپنی خودی کی پہچان کے لئے کاوشیں بروئے کار لاتے ہیں اور اپنے سینے کو اس محنت سے داغدار کر لیتے ہیں ،وہی لوگ حتی الامکان اللہ تعالٰی کی پہچان بھی کر لیتے ہیں۔ دنیا کے معنی اور حقیقت کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"دنیا بیادوے تہ وائی چی ھغہ وتاتہ نزدے وی، لغتً۔ اوپہ عرف کشی دنیاو مطلق ھغہ حالت تہ وائی چی ترمرگ مخکشی وی، اوپہ شریعت کشی نوم دھغہ خاص حالت دہ چی مانع وی لہ اموردہ آخرت نہ، او مجازاً یہ پرھغہ اموال وامتعہ باندی اطلاق کیږی چی ھغہ اسباب وی دمانعیت دامور د آخرت نہ۔ حب د دنیاد ټولو امراضو سردے یعنی کبر و بغض وحسد الخ، علاج د حب د دنیاد غہ حدیث دی چی" [12]: اکثروا ذکرھازم اللذات[13]۔

لغت میں دنیا اس کو کہتے ہیں جو آپ کے قریب ہو، اور عرف میں دنیا مطلق اس حالت کو کہتے ہیں جو موت سے پہلے ترجمہ: ہو۔ شریعت میں اس خاص حالت کا نام ہے جو امور آخرت سے مانع ہو۔ مجازاً دنیا کا اطلاق ان متاع واموال پر ہوتا ہے جو امور آخرت سے مانعیت کے اسباب ہوں۔ حبِ دنیا تمام امراض یعنی کبر، بغض وحسد وغیرہ کا بنیاد ہے، حبِ دنیا کا علاج یہ حدیث ہے کہ: موت کو زیادہ یاد کیا کرو کیونکہ موت تمام لذتوں کو ختم کر دیتی ہے۔

طمع ولالچ کے متعلق بیان فرماتے ہیں کہ:

"طامع سڑے ذلیل وخواروی، قناعت اوصبر نہ لری، شاکروحامد نہ وی۔ کہ چیری دغہ طامع پہ قناعت پوہ سی

ترجمہ: یعنی قناعت وکڑی نو بہ دھروخت لپارہ معززوی، سرداردوعالم ﷺ فرمائیلی دی: العز من قنع والذل من طمع۔ اوکہ صبر مختارہ کڑی پر طاعات باندی اولہ معصیات راوہ گرزی نو بہ اللہ جل جلالہ لہ دہ سرہ وی پہ اعطاء دانعاماتو سرہ، اوکہ شکر مختارہ کڑی نو بہ اللہ زیات انعامات ورکڑی: یا ایھاالذین آمنوا استعینوا بالصبر والصلواۃ ان اللہ مع الصابرین[14]۔لئن شکرتم لازیدنکم[15] العز في القناعة، والذل في الطمع[16]: ذلك أن القانع لا يحتاج إلى الناس فلا يزال عزيزًا بينهم، والطماع يذل نفسه من أجل المزيد۔[خلاصہ دادہ چی امل لہ اسبابو سخہ یو سبب دی دپارہ دتوروالی دزڑہ، ھغہ انوار چی وزڑہ تہ پیدا کیږی ھغہ پہ دغہ امل وامید سرہ لزڑہ سخہ پورتہ کیږی]"[17]

ترجمہ: طامع شخص ہمیشہ ذلیل وخوار ہوتا ہے، قانع وصابر اور شاکر وحامد نہیں ہوتا۔ اگر طامع قناعت کو سمجھ جائے یعنی قناعت اپنائے تو ہمیشہ کے لئے معزز ہونگے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ: جس نے قناعت اختیار کی وہ معزز بنا اور جس نے طمع اپنائی وہ ذلیل ہوگا۔ اگر طاعات پر صبر اختیار کرے اور گناہوں سے بچ جائے تو اللہ تعالیٰ انعامات کے اعطاء کے ساتھ ان کے ساتھ ہونگے، اور اگر شکر اپنائے تو اللہ تعالیٰ مزید انعامات عطاء فرمائیں گے۔ ارشاد ربانی ہے کہ: اے ایمان والو صبر اور نماز کے ساتھ اللہ سے مدد مانگو، بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ اگر تم شکر کروگے تو میں اور زیادہ دوں گا۔ قناعت میں عزت اور طمع میں ذلالت ہے۔ یہ اس لئے کہ قانع شخص لوگوں کا محتاج نہیں ہوتا اس لئے ہمیشہ لوگوں میں معزز رہتا ہے اور طمع ولالچ والا مزید چاہنے کی وجہ سے اپنے آپ کو ذلیل کردیتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ آمل (طمع ولالچ) دل کو سیاہ کرنے کے اسباب میں سے ایک سبب ہے، وہ انوار الٰہی جو دل میں پیدا ہوتے ہیں وہ اس طمع کے سبب اٹھ جاتے ہیں۔

مولانا سید عبدالاحد آغا انتہائی شفیق وملنسار شخصیت کے حامل ہیں۔ شرعی امور کے علاوہ کبھی بھی غصہ نہیں کرتے اور وعظ ونصیحت کے علاوہ اپنے مجالس میں بھی بارہا یہ تذکرہ کرتے ہیں کہ بے جاغصہ سے اجتناب کریں۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

"اول خو دا لازمہ دہ چی انسان بہ غصہ نہ کوی: ان رجلاً قال للنبیﷺ اوصنی قاللاتغضب فردد مراراًقال لاتغضب[18] او کہ چیری غصہ وکڑی (ز کہ چی غصہ خو غیر اختیاری دہ) بیا بہ سوچ کوی پہ دغہ وخت دغصہ کشی بہ بدلہ نہ اخلی ۔فرضاً کہ تر حد شرعی انسان تیر سی، یعنی ظلم زِنی وہ سی بیا بہ معافی اخلی، او پہ ژبہ بہ اعوذ باللہ وائی۔ دا دنیکانو خلقو کار دی چی غصہ بہ ضبط کوی او تر تقصیراتو بہ تیریژی او د خدائی نیکان خلق محبوب دی" [19]

وَالكاظِمِينَ الغَيضَ وَالعَافِينَ عَنِ الناسِ وَالله يحِب المحسِنِين[20]۔

پہلے تو انسان پر لازم ہے کہ غصہ نہ کرے اور اگر کبھی غصہ ہو بھی جائے کیونکہ غصہ تو غیر اختیاری چیز ہے تو پھر غصے کی حالت میں سوچ بچار سے کام لے، اس وقت کسی سے بدلہ نہ لے۔ اگر کبھی انسان حدِ شرعی پار کرے یعنی اس سے ظلم ہو جائے تو اسے مظلوم سے معافی لینی چاہئیے اور زبان سے اعوذ باللہ پڑھے نیک لوگ غصے کو پی جاتے ہیں اور لوگوں کے تقصیرات وغیرہ سے در گزر کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو بھی ایسے نیک اور احسان کرنے والے لوگ پسند ہیں۔

جھوٹ اور جھوٹے شخص سے آپ کو سخت نفرت ہے، جھوٹ کے متعلق آپ فرماتے ہیں کہ:

"دیو سڑی خبرہ چی متکلم را نقل کوی او پہ ھغہ خبرہ کشی متکلم تحقیق وبیان نہ وی کڑی، بے ثبوتہ د خبری بیان کوی و دی بیان تہ دروغ وائی، او داڈیرہ گناہ دہ چی یو سڑے بے علمہ د بل چا خبرہ بیانہ وی۔ کفی بالمرء کذباًان یحدث بکل ماسمع۔[21] پروردگار عالم فرمائیلی دی چی لہ دروغو سخہ لری سی، درواغ مہ وایاست۔ واجتنبوا قول الزور۔[22] دروغ او فجور یو شئی دی یعنی کاذب سڑے او فاجر سڑے دواڑہ یو حکم لری، چی دوی دواڑہ بہ پہ جہنم کشی وی۔ درے وارہ چی یو سڑے شھادت پہ درواغو ورکڑی، نو درواغ د دغہ سڑے لہ شرک سرہ برابر دی:

دروغ آدمی را کند بے وقار[23] دروغ آدمی را کند شرمسار

خلاصہ دا چی دروزغن سڑے بہ ہمیشہ ذلیل او خوار وی، شرمندہ بہ وی او پہ دغہ سڑی بہ باور نہ کوی"۔[24]

جب متکلم کسی شخص کی بات بغیر تحقیق وبیان کے نقل کرے، بلا ثبوت کسی بات کو بیان کر رہا ہو تو اسے جھوٹ کہا جاتا ترجمہ: ہے۔ اور یہ بہت بڑی گناہ ہے کہ کسی کی بات بلا تحقیق بیان کی جائے۔ حضورﷺ فرماتے ہیں کہ: کسی شخص کے جھوٹا ہونے

کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات کہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جھوٹ سے بچو، جھوٹ مت بولو۔ جھوٹ اور فجور ایک چیز ہیں، جھوٹے اور فاجر شخص کا ایک ہی حکم ہے، یہ دونوں جہنم میں ہونگے۔ تین مرتبہ جب کوئی شخص جھوٹی گواہی دے تو اس کے یہ جھوٹ شرک کے مساوی ہیں۔ جھوٹ انسان کو شرمندہ اور بے وقار کردیتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ جھوٹا انسان ہمیشہ ذلیل و خوار ہوگا اور اس پر کوئی بھروسہ بھی نہیں کرے گا۔

آپ ہمیشہ فرماتے ہیں کہ:

زندگی کے بعد موت ہے، ہمجولی مٹی کے سپرد ہونے والے ہیں۔ یاد رکھیے! وہی لوگ کثرت سے نمازیں پڑھنے اور روزے رکھنے کے سبب سبقت لے گئے جنہوں نے میٹھی نیند چھوڑدی اور جنت کو اپنی منزل بنایا، اس لیے ہمت کرو تاکہ غنیمت حاصل کرو، جلدی کرو اس سے پہلے کہ تمہیں شرمندگی کا سامنا کرنا پڑے۔ رات کے اندھیرے میں امید کے دروازے پر دستک دو، خوب ذہن نشین کرلو کہ موت کے دروازے سے ہر ایک نے گزرنا ہے اور اس کو ٹالا نہیں جاسکتا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

ذَٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوعٌ لَّهُ النَّاسُ وَذَٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُودٌ وَمَا نُؤَخِّرُهُ إِلَّا لِأَجَلٍ مَّعْدُودٍ يَوْمَ يَأْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ ۚ فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَسَعِيدٌ۔[25]

وہ ایک دن ہوگا جس میں سب لوگ جمع ہوں گے اور پھر جو کچھ بھی اُس روز ہوگا سب کی آنکھوں کے سامنے ہوگا۔ ہم اس ترجمہ: کے لانے میں کچھ بہت زیادہ تاخیر نہیں کررہے ہیں، بس ایک گنی چنی مدت اس کے لیے مقرر ہے۔ جب وہ آئے گا تو کسی کو بات ۔ کرنے کی مجال نہ ہوگی، الا یہ کہ خدا کی اجازت سے کچھ عرض کرے پھر کچھ لوگ اس روز بدبخت ہوں گے اور کچھ نیک بخت

اللہ ہمارا رب ہے، اس کی شان بلند ہے اس نے مخلوق کو پیدا کیا، سنوارا، اس نے تقدیر لکھی اور مخلوق کو ہدایت دی، ہر چیز کو اس نے پیدا کیا اور اس کی تقدیر رقم فرمادی۔ یہ کائنات اللہ تعالیٰ کی تخلیق ہے اس کے نظم وضبط اور پختگی میں اس کے بنانے والے کی : تقدیر اور تدبیر مضمر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

وَالْأَرْضَ مَدَدْنَاهَا وَأَلْقَيْنَا فِيهَا رَوَاسِيَ وَأَنبَتْنَا فِيهَا مِن كُلِّ شَيْءٍ مَّوْزُونٍ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَايِشَ وَمَن لَّسْتُمْ لَهُ بِرَازِقِينَ-وَإِن مِّن شَيْءٍ إِلَّا عِندَنَا خَزَائِنُهُ وَمَا نُنَزِّلُهُ إِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُومٍ۔[26]

ترجمہ: اور اس زمین کو پھیلایا، اُس میں پہاڑ جمائے، اس میں ہر نوع کی نباتات ٹھیک ٹھیک نپی تلی مقدار کے ساتھ اگائی، اور اس میں معیشت کے اسباب فراہم کیے، تمہارے لیے بھی اور اُن بہت سی مخلوقات کے لیے بھی جن کے رازق تم نہیں ہو۔ کوئی چیز ایسی نہیں جس کے خزانے ہمارے پاس نہ ہوں، اور جس چیز کو بھی ہم نازل کرتے ہیں ایک مقرر مقدار میں نازل کرتے ہیں۔

راستے کا متعین اور واضح ہونا، متوازن رفتار اور مہذب رویہ، متصوفانہ و سعادت مندانہ زندگی کے اصولوں میں سے اور دین اسلام میں معاملات کی بنیادوں میں سے ہے۔ کامل ایمان والا مومن وہ ہے جو سب سے اچھے اخلاق والا ہے، اعتال، توازن اور نظم وضبط سب کچھ انسانی شخصیت میں راسخ اخلاق وعادات سے منعکس ہوتا ہے۔ جو اس کے اخلاق واعمال کو حق کے موافق، برائی سے دور اور احساسات کا لحاظ کرنے والا بناتی ہیں۔ یعنی حقوق کی ادائیگی کا ہمیشہ خیال اور حقوق و فرائض میں توازن واعتدال کرنے والا بنا دیتی ہے۔ منظم معاملات صحیح سوچ زندگی کا ذائقہ شیریں کر دیتی ہے اور اللہ کے حکم سے ایسے بوجھل خیالات سے بھی بچاتی ہے جو عقل، صحت اور مال کے لیے وبال بن جائیں۔ گہرے احساسات، بلند ارادے جن کی قیادت غیر متزلزل، سچا عزم اور استقامت کے ہاتھ میں ہو، امیدیں قوت سے نہیں بلکہ عزیمت اور استقامت سے اور اچھے آداب سے پوری ہوتی ہیں۔ مستقل مزاج مسلمان اپنی زندگی میں محنت کرنے والا اور اپنے کاموں کو منظم کرنے والا ہوتا ہے وہ اپنے وقت کے ہر لمحے کو کارآمد سمجھتا ہے اور اپنے ہر کام کا مقصد مقرر کر لیتا ہے اس کا کوئی لمحہ ضائع اور زندگی کی کوئی ساعت فضول نہیں ہوتی۔ وہ اہم اور غیر اہم چیزوں میں ترجیح پیدا کرتا ہے، اسلام کے فرائض، احکام اور آداب ہیں جو مسلمان کو اس کی پوری زندگی میں نظم وضبط کی ضرورت اور آداب کی طرف متنبہ کرتے ہیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ سفر اور صحبت کے آداب کے متعلق اپنے نبی محمد ﷺ کی تعلیمات کو یاد کرو، آپ ﷺ نے فرمایا:

اذاكان ثلاثة فی سفر فليؤمروا احدهم [27]

ترجمہ: جب تین شخص سفر میں نکلیں تو ایک کو اپنا امیر بنا لیں۔

عمر ابو ثعلبہ الخشنی ؓ سے روایت ہے کہ

كان الناس اذا نزل رسول الله ﷺ منزلاً تفرقوا فی الشعاب والاودیة ،فقال رسول اللهﷺ ان تفرقكم فی هذه الشعاب والاودیة انما ذالكم من الشیطان،فلم ینزل بعد ذالک منزلاً الا انضم بعضهم الی بعض حتی یقال لوبسط علیهم ثوب لعمهم ۔[28]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ جب کسی جگہ پڑاوڈالتے تو لوگ گھاٹیوں اور وادیوں میں منتشر ہو جاتے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان گھاٹیوں اور وادیوں میں تمہارا منتشر ہونا شیطان کی طرف سے ہے۔اس کے بعد جب بھی کسی جگہ پڑاوڈالتے تو ایک دوسرے کے ساتھ مل کر بیٹھتے حتی کہ اگر ان پر کپڑا اچھیلا یا جائے تو سب پر آجائے۔

مہذب لوگ عمدہ الفاظ کا انتخاب کرتے ہیں، مناسب وقت اور موزوں طرز عمل اختیار کرتے ہیں، بلند ذوق رکھنے والے جھگڑے اور غصے کی شدت کو ختم کردیتے ہیں، نامناسب اقوال اور برے افعال سے نفرت کرتے ہیں، خشک مزاجی، درشتی اور سختی سے اجتناب کرتے ہیں۔ جس شخص میں توازن نہ ہو اور وہ افراط و تفریط کا شکار ہو تو اس کا نفس سخت، طبیعت خشک اور اس شخص کے لیے جس کے ارد گرد تھکاوٹ اور فضولیات ہیں، وہ عبادات کا خیال نہیں رکھتا اور نہ لغزشوں سے بچتا ہے، اپنے کلام سے دوسروں کو تکلیف اور اپنی نظر سے زخم لگاتا ہے۔ تہذیب سے ناآشنائی، برے طرز عمل، ناقص تدبیر، انجام سے بے پروائی وقت گزرنے کے بعد شرمندگی کی طرف لے جاتی ہے۔ غیر متوازن شخص کا کوئی ہدف مقرر اور کوئی کام سوچا سمجھا نہیں ہوتا۔ وہ ہر کام جلد بازی سے کرتا ہے لیکن پورا نہیں کرتا، اس کے وعدے ناقابل اعتبار ہوتے ہیں، وہ کام کی ابتدا کرتا ہے لیکن اسے پایہ تکمیل تک نہیں پہنچاتا۔ دوسروں کے کاموں میں بہت زیادہ مداخلت کرتا ہے، اس کی حالت افراتفری اور اضطراب کی ہوتی ہے، وہ اپنی قوتوں کو رائیگاں، اپنے اوقات کو ضائع اور اپنی کوششوں کو منتشر کرلیتا ہے۔ تاخیر اور تردد کے درمیان وہ اپنی عمر ضائع کرلیتا ہے، فضول کاموں میں اپنا وقت ضائع کرتا ہے۔ ایسے بے کار لوگوں کا رویہ عام طور پر ردعمل پر مبنی ہوتا ہے یا بغیر غور و فکر کے تقلید پر۔ یہ ہوا کے رخ پر چلتے ہیں، اگر لوگ برائی کریں تو یہ ان سے الگ رہنے کی طاقت نہیں رکھتے، فضول لڑائی جھگڑے اور تو تکار میں لگے رہتے ہیں۔ بے جا تنقید ان کا مشغلہ ہوتا ہے، نیک عزائم سے محروم لیکن غلبہ کے لیے نعرہ زن رہتے ہیں، ان کی زبانوں، قلموں اور ان کے مکالمات میں جو کچھ ہوتا ہے ان کے لیے موجب ہلاکت ہے۔ جس نے بغیر کسی سبب کے کسی سے قطع تعلق کرلیا، عنقریب وہ بغیر کسی سبب کے راضی ہو گا، مسلمان بلندی کی منزلوں کو اچھے اخلاق سے ہی فروغ دے سکتا ہے اور مقولہ ہے کہ آدمی کی خوبیاں بڑوں کے ساتھ معاملہ میں واضح نہیں ہوتیں بلکہ اس کی فضیلت اپنے سے کم تر کے ساتھ رویہ میں واضح ہوتی ہے۔ ایسے ہی شرافت، اچھا اخلاق اور بلند ذوق واضح ہو جاتا ہے۔

خلاصۃ البحث:

بلوچستان میں اسلامی تعلیمات کی اشاعت ، خلق خدا کو تعلیمات نبوی ﷺ سے آراستہ کرنے اور ان کی روحانی آبیاری کے لئے علماء وصوفیائے کرام نے شبانہ روز محنت کی ہے۔ان باصفا ہستیوں کے روحانی اثرات سے اہل بلوچستان نے کماحقہ اکتساب فیض حاصل کیا ہے ۔معاشرتی اصلاح میں صوفیاء و خانقاہوں کا ایک اہم کردار ہے جنہوں نے جہالت، توہم پرستی، ضعیف الاعتقادی اور قبیح رسوم کا خاتمہ کیا۔ان کے تعلیمات کے اثر سے غیر شرعی رسوم کا چلن خاصا کم ہو چکا ہے، علم کی روشنی اور شعور و آگہی پروان چڑھا ہے۔قبائلی جھگڑوں اور خاندانی دشمنیوں کی بجائے بھائی چارہ اور اخوت کے جذبات نے جگہ لی ہے۔جابجا دینی مدارس قائم ہیں۔تبلیغی وفود اور جماعتیں بلوچستان کی دورافتادہ، سنگلاخ اور بے آب وگیاہ علاقوں تک پھیل چکے ہیں۔تاہم قبائل اقدار وروایات جو غالباً کسی حد تک ایک قبائلی معاشرے کی ضرورت ہیں، اب بھی باقی ہیں، لیکن ان میں زیادہ تر ایسی ہیں جو شریعت کے منافی نہیں اور جو منافی ہیں تو ان کی شدت میں کمی آتی جارہی ہے۔غرضیکہ بلوچستان میں جو مسائل انتظامی ادارے، عدالتیں اور حکمران ختم نہیں کرسکتے وہ ان شیوخ، علماء وصوفیاء کرام اور درویشوں کے فیوضات سے حل ہوجاتے ہیں۔انہی خدمات میں حضرت مولانا سید عبدالاحد آغا کا ایک وسیع حصہ اور حلقہ وجود رکھتا ہے اور لوگ فیض یاب ہوتے رہے ہیں۔

حواشی وحوالہ جات

---

[1] محمد عبداللہ شاہ، تذکرہ سادات، کوئٹہ، مکتبہ سید خیل، 2009ء، ص98

[2] بالمشافہ ملاقات میں تفصیل بتایا گیا ہے۔

[3] خانقاہ یعقوبیہ کا نسبت حضرت مولانا سید عبدالاحد آغا کے جدامجد اور سلسلہ نقشبندیہ کے نامور شیخ حضرت مولانا محمد یعقوب چرخیؒ کی طرف ہے۔

[4] القرآن: یونس 62:10

[5] لقرآن: الاسراء 70:17

[6] القرآن: لذاریات 56:15

[7] الہروی القاری، نورالدین علی بن سلطان محمد، المصنوع فی معرفۃ الاحادیث الموضوع، مکتبۃ المطبوعات الاسلامیہ، بیروت، 1426ھ، ص141

[8] آغا، مولانا سید عبدالاحد، خطباتِ تصوف، کوئٹہ، جامعہ راحت القلوب وخانقاہ یعقوبیہ، 2010ء، ص21

[9] الہروی القاری، نورالدین علی بن سلطان محمد، المصنوع فی معرفۃ الاحادیث الموضوع، ص189

[10] اقبال، علامہ محمد، پس چہ باید کرد، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، س ن، ص854

[11] اقبال، علامہ محمد، ارمغان حجاز، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، س ن، ص991

[12] آغا، مولانا سید عبدالاحد، خطباتِ تصوف، ص22

[13]ترمذی، محمد بن عیسیٰ بن سورہ، الجامع للترمذی/الجامع المختصر من السنن عن رسول اللہ ﷺ ومعرفۃ الصحیح والمعلول وماعلیہ العمل، مکتبہ علوم اسلامیہ، چمن، 1425ھ، ابواب الزھد، باب ماجاء فی ذکر الموت، ج2، ص57

[14]القرآن: البقرہ2:153

[15]القرآن: ابراھیم14:7

[16]الغزالی الطوسی، ابو حامد محمد بن محمد، احیاء علوم الدین، مطبعۃ المیمنیہ، مصر، 1331ھ، ج4، ص212

[17]آغا، مولانا سید عبدالاحد، خطباتِ تصوف، ص22

[18]البخاری، ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح للبخاری/الجامع المسند المختصر من امور رسول اللہ ﷺ وسننہ وایامہ، کراچی، قدیمی کتب خانہ، کتاب الادب، باب الحذر من الغضب، ج2، ص903

[19]آغا، مولانا سید عبدالاحد، خطباتِ تصوف، ص25

[20]القرآن: آل عمران3:134

[21]القشیری، ابو الحسین مسلم ابن الحجاج، الجامع الصحیح للمسلم/ المسند الصحیح المختصر من السنن بنقل العدل عن العدل عن رسول اللہ ﷺ، کراچی، قدیمی کتب خانہ، 1375ھ، مقدمہ، باب النہی عن الحدیث بکل ما سمع، ج1، ص8

[22]الحج22:30

[23]سعدی شیرازی، مُصلح الدین مشرف بن عبداللہ، پنج گنج، مکتبہ ماجدیہ، کوئٹہ، 1401ھ، کریما، باب در مذمت کذب، ص13

[24]آغا، مولانا سید عبدالاحد، خطباتِ تصوف، ص26

[25]القرآن: ھود11:105

[26]القرآن: الحجر15:20-19

[27] السجستانی، ابی داؤد سلیمان بن اشعث، السنن لابی داؤد، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، کتاب الجہاد، باب فی القوم یسافرون یؤمرون، ج1، ص375

[28]ایضاً، کتاب الجہاد، باب مایؤمر من انضمام العسکر وسعتہ، ج1، ص377